

لطیفہ ۷۳

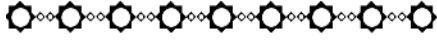
اعتکاف کی شرائط، خلوت اور گوشہ نشینی
کی حقیقت نیز تجرید اور تفرید کے بیان میں

قال الاشرف:

الا اعتكاف لبث المعتكف في المسجد بتعين المدة حتى ينقضي مدته وفي الحقيقة حفظ الجوارح
عن الحركة الطبعي وقال الفقهاء الاعتكاف سنة مؤكدة لانه عليه السلام كان اعتكف في العشر الاخر من
رمضان، يعني سيد اشرف جہاں گیر نے فرمایا، اعتکاف معتکف کا مقررہ مدت کے لیے مسجد میں ٹھہرنا ہے یہاں تک کہ وہ
مدت گزر جائے۔ درحقیقت اعتکاف طبعی حرکات کی نگہداشت ہے۔ فقہانے کہا ہے کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے کیوں کہ یقیناً
حضور علیہ السلام رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے۔

اگر معتکف نے یہ نذر مانی ہے کہ وہ مقررہ مدت تک اعتکاف میں بیٹھے گا تو اسے روزہ رکھنا لازمی ہے کیوں کہ مقرر کردہ
اعتکاف کے لیے روزہ رکھنا شرط ہے۔ اگر معتکف روزہ نہ رکھے گا تو اس کا اعتکاف درست نہ ہوگا۔ یہ قول حضرت امام
الاعظمؒ کا ہے۔ مثلاً یوں کہے، علی ان اعتکف یوما او شهراً او سنة وهذا لا یجوز الا بالصوم یعنی (میری) نیت ہے
کہ میں ایک روز یا ایک ماہ یا ایک سال کا اعتکاف کروں اور یہ جایز نہیں ہے مگر روزے کے ساتھ۔ اگر معتکف نفلی اعتکاف
کی نیت کرتا ہے تو اس کے لیے روا ہے کہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

جو شخص مسجد میں آئے اور اعتکاف کی نیت کرے تو جتنی دیر وہ مسجد میں توقف کرے گا اتنا ہی اعتکاف کا اجرا سے ملے
گا۔ (جو شخص یہ شرائط پوری کرے) وہ معتکف کہلانے کا مستحق ہے۔ اعتکاف کے لیے غروب آفتاب کے وقت مسجد میں
داخل ہو اور اعتکاف شروع کرے۔ جب اعتکاف کی مدت پوری ہو جائے تو غروب آفتاب سے پہلے مسجد سے نہ نکلے۔
معتکف پر لازم ہے کہ ہمیشہ با وضو رہے اور اگر قدرت رکھتا ہے تو جاگتا رہے۔ ذکر یا تلاوت یا جو شغل کہ اس کے پیرنے
اسے بتایا ہے اس میں مصروف رہے تاہم مبتدی کے لیے ذکر جلی (بلند آواز سے ذکر کرنا) زیادہ مفید ہے، کیوں کہ قلب اور



قالب کی غلاظت کی جگہ اس پانی کے بغیر پاک و صاف نہ ہوگی۔

جس شخص کو تصفیہ قلب حاصل نہیں ہوا ہے اور وہ اس (خامی) کا تدارک کرنا چاہتا ہے تو اسے اس مجازی دل کی جس نے چار عناصر سے ترکیب پائی ہے اور اس دل کی حقیقت سے واقف ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ (طالب کو) پہلے یہ چاہیے کہ عام لوگوں سے میل جول نہ بڑھائے۔ اور وحدت و وحدانیت سے انس پیدا کرے، جیسا کہ بعض عارفین نے فرمایا ہے، اذا اراد لله بعيدا خیر النسه بالوحدة ونقل عن التوریت من اعتزل سلم یعنی جب کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے باندھ دیتا ہے اور اسے وحدت سے مانوس کر دیتا ہے نیز توریت سے منقول ہے جو شخص گوشہ گزریں ہو اس نے نجات پائی۔ آیات:

خلوتے گیرد ہر آں کو عاقلست

زاں کہ در خلوت صفاہے دست

ترجمہ: ہر صاحب عقل خلوت اختیار کرتا ہے کیوں کہ خلوت میں دل کی پاکیاں مضمحل ہیں۔

خلوتِ صوفی صفاۓ دل بود

درد مندے را چنین حاصل بود

(صوفی کی گوشہ گیری دل کی پاکیزگی ہے۔ درد مند انسان کا حاصل یہی ہوتا ہے۔)

ز آتش خلوت نہ پختہ ہر کہ تن

خام ماند در حریقاں ہم چومن

(جو وجود خلوت کی آگ سے نہ پکایا گیا وہ دوستوں کے درمیان میری طرح خام رہے گا۔)

(طالب مذکورہ امور پر عمل کرنے کی) بے حد کوشش کرے تاکہ دنیا کی مشکل گھاٹی اس پر آسان ہو جائے اور دنیا سے

قطع تعلق کا مرحلہ دل سے بجالائے۔ ظاہری خلوت تو یہ ہے کہ طالب ایک گوشے میں بیٹھ جائے اور باطنی خلوت یہ ہے کہ

اپنے باطن کو ماسوائے بالکل خالی کر دے۔ رباعی ط

خلوت ظاہر بداں تو انزوا

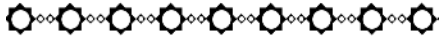
باطن خالی شدن از ماسوائے

ہر کہ خلوت ظاہر و باطن گرفت

خلوتی باشد ہمہ کامن گرفت

ط۔ یہ اشعار رباعی کے معروف وزن اور بحر میں نہیں ہیں۔

ط۔ یہ مصرع وزن میں نہیں ہے۔



ترجمہ: جان لے کہ ظاہری خلوت گوشہ نشینی ہے۔ باطنی خلوت ماسوا سے خالی ہو جانا ہے۔ جس کسی نے ظاہری اور باطنی خلوت اختیار کی بس وہی سب سے پوشیدگی اختیار کرنے والا (حقیقی) خلوتی ہے۔ وہ پاکیزگی جو خلوت میں حاصل ہوتی ہے کسی دوسری ریاضت سے حاصل نہیں ہوتی۔ شعر:

مرد بزنداں شرف آرد بدست
یوسف زینگو نہ بزنداں نشست

ترجمہ: عالی حوصلہ شخص کو قید خانے سے عزت حاصل ہوتی ہے۔ یوسف (علیہ السلام) نے اس شان سے قید خانہ اختیار کیا۔

اعتکاف کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ مولا کے دروازے کا محافظ ہو جائے اور اپنے دل میں نیت کرے کہ جب تک میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جاؤں اس سے دست بردار نہ ہوں گا۔ اس تکلیف میں خواہ زمین اور آسمان کی بلائیں نازل ہوں، جب تک میرا مقصود عطا نہ ہوگا میں اس کام سے نہ پھروں گا۔ بیت:

چشم از رُخ تو بر نکنم گر ہزار بار
در دیدہ ام ز آتش کشند میل

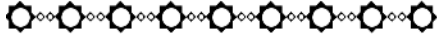
ترجمہ: میں تیرے چہرے سے نگاہ نہ ہٹاؤں گا، خواہ ہزار بار میری آنکھوں میں آتش سوزاں کی سلائیاں پھیر دیں۔ میرے خواجہ نور اللہ مرقدہ جو کونین بخشے والے اور جن و انس کے مرشد ہیں فرماتے تھے، شعر:

پائے من جز در تو بر دیگر نرود
کہ مرا سر برود عشقی تو از سر نرود

ترجمہ: میرا قدم تیرے در کے سوا دوسرے کے دروازے پر نہ جائے گا۔ میرا سر جاتا رہے لیکن اس سر سے تیرا عشق نہ جائے گا۔

جس طرح قرض دینے والا قرض لینے والے کے دروازے پر جاتا ہے اور سختی کرتا ہے کہ لایتنصرف عن بابہ حتی یقضی دینہ یعنی جب تک قرض ادا نہ کر دیا جائے وہ اس دروازے سے نہیں لوٹتا۔

چونکہ اعتکاف میں بیٹھنے والے کی نیت خالص اللہ کے لیے ہوتی ہے، خود نمائی اور رسم عادت نہیں ہوتی (اس لیے) دفتر اعمال میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں ثبت کریں اور اُن کو نیک لوگوں کی لڑی میں پروئیں (نیکیوں کی پیروی کریں) حیث قال علیہ السلام، من اعتکف یوما ابتغاء لوجه الله جعل الله بينه وبين النار ثلاث خنادق بين كل خندق بعد ما بين الخفافان یعنی ایک مقام پر رسول علیہ السلام نے فرمایا، جس شخص نے اللہ کے لیے ایک دن کا اعتکاف کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ پیدا فرماتا ہے اور ہر خندق کا فاصلہ مشرق سے



مغرب تک ہوتا ہے۔

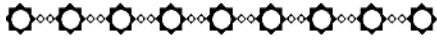
حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے سالک کو خلوت میں اس قدر زیادہ روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں، اور اس کی اس قدر روحانی تکمیل ہوتی ہے کہ کسی دوسری ریاضت میں حاصل نہیں ہوتی کیوں کہ خلوت تمام ریاضتوں، تکلیفوں اور سختیوں کی جامع ہے۔ حق تعالیٰ خلوت میں بیٹھنے والے کو محبوب رکھتا ہے کیوں کہ ان اللہ وتریحب الو تر یعنی بے شک اللہ تعالیٰ فرد ہے اور محبوب رکھتا ہے فرد کو۔ پہلے پہل حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو خلوت اور تنہائی کی لذت بخشی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی سے قبل غار حرا میں ایک ایک ہفتہ خلوت میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ وجب للعبدان يلتزم خلواً بالله بنفسه یعنی بندے پر واجب ہے کہ وہ اللہ کے لیے اپنے نفس پر خلوت کو لازم کرے۔ جان لیں کہ اعتکاف کو خلوت اور عزلت پر فوقیت حاصل ہے (کیوں کہ) اعتکاف روزے کے ساتھ گوشہ نشینی ہے اور عزلت اور خلوت میں روزہ نہیں رکھا جاتا۔ الخلوۃ لاهل الصفوۃ والعزلة من ارباب الموصلة یعنی خلوت اہل صفا کے لیے ہے اور عزلت اہل وصلت کے لیے ہے۔ عزلت اللہ تعالیٰ کے غیر سے کنارہ کش ہونا اور اللہ تعالیٰ سے قریب ہونا ہے، جب کہ خلوت تنہائی، خلق سے دوری اور اہل و عیال سے لگاؤ نہ رکھنا ہے لیکن (یہ عمل) عبادت کی نیت سے اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہو کہ تو خلق اور خاندان کی دعوت میں مشغول ہوا۔ ان کی مشغولیت سے فارغ ہونے کے بعد تو (اللہ تعالیٰ کی جناب میں) استغفار اور عاجزی کر کہ اس کے غیر سے مشغول ہوا۔ یہ وہ مقام ہے کہ انی استغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرة یعنی تحقیق کہ میں اللہ تعالیٰ سے ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں۔ خلوت و عزلت کی حقیقت اور ان دونوں میں جو فرق ہے وہ ان مکتوبات میں مذکور ہیں جو حضرت قدوة الکبراً سے منسوب ہیں۔ رباعی ط:

ہرچہ جز حق باشد آں دشمن بود
بعده اعدائے تو ایں تن بود
بعدازاں مال و عیالِ خویش داں
کیس ہمہ در راہ دین رہزن بود

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز دشمن ہوتی ہے۔ اس کے بعد تیرا یہ جسم دشمن ہوتا ہے۔ اس کے بعد جان لے کہ مال اور اہل و عیال بھی دشمن ہیں کیوں کہ یہ سب دین کی راہ کے رہزن ہیں۔

حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ اس راستے کے سالک کے لیے اہم بات یہ ہے کہ ایک پل کے لیے بھی نسبت اور حضوری سے غافل نہ ہو، خاص طور پر خلوت نشین کو جو عہد کردہ نسبت کا محل ہوتا ہے اور نفسِ حضور کی قوت سے آگاہ ہوتا ہے

ط یہ اشعار رباعی کے معروف وزن اور بحر میں نہیں ہیں۔



(اس غفلت کے نقصان کا) تدارک نہیں ہو سکتا۔ اسی سلسلے میں فرماتے تھے کہ حضرت شیخ الشیوخ^۱ حرم کعبہ میں عزت و خلوت میں مشغول تھے کہ حضرت حضرت تشریف لائے۔ شیخ الشیوخ ان کی جانب متوجہ نہیں ہوئے۔ فارغ ہونے کے بعد آپ کو اصحاب نے خبردار کیا اور نصیحت کرنی شروع کی۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ بات قابلِ رحم ہے اگر حضرت تشریف لا کر لوٹ گئے تو پھر آ جائیں گے لیکن اے نیک بختو میں اس وقت مشغول بہ حق تھا اگر وہ وقت نکل جاتا تو پھر حاصل نہ ہوتا اور مجھے قیامت تک شرمندگی رہتی۔ رباعی: ۲

اگر وقعے مرا بایار گردد
کہ جاں را اندراں دم بار نبود
دراں وقت اربوم من غیر پرداز
غرامت ایں ہمہ سروکار نبود

ترجمہ: اگر میں دوست کے ساتھ کوئی ساعت بسر کروں جس میں سانس جان کے لیے بار نہ ہو۔ ایسی اچھی گھڑی میں اگر میں غیر کی جانب توجہ دوں تو اس نقصان کی تلافی نہیں ہو سکتی
یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خضر علیہ السلام دوبارہ تشریف لے آئے۔ شیخ نے اُن کا استقبال کیا اور عرض کیا، خوجوا میامن
برکتکم من اللہ الکریم یعنی آپ کی برکت سے خدائے کریم سے باہر ہوئے۔

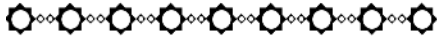
حضرت قدوة الکبر فرماتے تھے کہ گوشہ نشینی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک خلق سے دوری یعنی لوگوں سے میل جول اور صحبت ترک کرنا اور دوسرے خلق سے لا تعلق یعنی خلق کو اپنے دل سے دور کر دینا اگرچہ ان کے درمیان رہے۔ یک دانہ موتی کی طرح اکیلا۔ شعر:

گر باہمہ چوں بے منی بے ہمہ
وربے ہمہ چو باہمی باہمہ

ترجمہ:- اگر تو سب میں شامل ہے اور میری طرح مجھ سے الگ ہے تو سب کے ساتھ نہیں ہے اور اگر تو سب سے الگ میرے ساتھ ہے تو میری طرح سب میں شامل ہے۔

۱۔ ”شیخ الشیوخ“ سے یہاں کون بزرگ مراد ہیں، متن کتاب سے واضح نہیں ہوتا، لیکن سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی کتابوں میں شیخ الشیوخ کا لقب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یہاں غالباً حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ہی مراد ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں، فوائد الفواد از حسن علاء جزئی سیر الاولیا از امیر خورد کرمائی اور خیر المجالس از حمید قلندر شاعر۔ سیر الاولیا میں بعض جگہ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر کے لیے بھی شیخ الشیوخ تحریر ہوا ہے لیکن حضرت گنج شکر کے مکہ معظمہ جانے کی روایت کسی مستند تذکرے میں نہیں ہے لہذا شیخ الشیوخ سے مراد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ہی لیے جائیں گے۔

۲۔ یہ اشعار رباعی کے معروف وزن و بحر میں نہیں ہیں۔



حضرت قدوة الکبراً فرماتے تھے کہ عبادت کے دس حصے ہیں، اس میں نو حصے خلق سے دوری ہے اور ایک حصہ خاموش رہنا ہے۔ شعر:

مخلوت نشیں وبر نیز از ہمہ چیز
بیراز خلق ویا باخلق در آمیز

ترجمہ: (اے سالک) خلوت میں بیٹھ اور سب چیزوں سے کنارہ کش ہو جا۔ یا تو خلق سے اپنے آپ کو کاٹ لے یا خلق میں گھل مل جا۔ (اختیار تیرے ہاتھ میں ہے)
حضرت شیخ سعدی قدس اللہ سرہ خلوت میں تھے۔ ایک شخص داخل ہوا اور دریافت کیا کہ اے شیخ آپ تنہا ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ جب تم داخل ہوئے تو تنہا ہو گیا۔ شعر:

سکوتے نیست بہر روح باکس
سکوت روح خلوت آمد و بس

ترجمہ: روح کو کسی شخص سے سکون حاصل نہیں ہوتا۔ روح کو صرف خلوت ہی سے سکون ملتا ہے۔

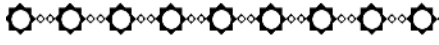
گوشہ نشینی تین طرح کی ہے۔ (اس کا اصل اصول) اپنے شر سے لوگوں کو بچانا ہے۔ اسی اصول کے مطابق مشائخ نے فرمایا ہے کہ خلوت میں بیٹھنے والے کو چاہیے کہ دل سے سچی نیت کرے کہ لوگ میرے شر سے تنگ آچکے ہیں اور اگر میں چند روز خلوت میں نہ بیٹھوں تو لوگ میرے نفس کے شر سے پریشان ہو جائیں گے۔ (علاوہ ازیں) میرا وجود زیور خلوت سے آراستہ ہو جائے گا۔ یہ خیال ہرگز دل میں نہ لائے کہ میں لوگوں کے شر سے تنگ آ گیا ہوں اس لیے گوشہ نشین ہوتا ہوں۔ صد ہزار رحمتیں گنجہ طے کے گنج نشین پر ہوں جو فرماتے ہیں۔ شعر

ملا مت گرفت از من ایام را
یہ کنج ارم بردم آرام را

ترجمہ: میری ذات کی وجہ سے زمانے کو ملا مت کیا جاتا ہے اس لیے امن و سکون کے لیے خود کو گوشہ جنت میں لے جاتا ہوں۔

(جیسا کہ مذکور ہوا) گوشہ نشینی تین طرح کی ہے۔ ایک خلوت عوام یعنی خلق اور زمانے سے دور ہونے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کرے اور کبھی کبھی کاروبار کی خاطر لوگوں سے ملے۔ اس کا رتبہ معلوم ہے۔ دوسری خلوت خاص یعنی عام لوگوں کے درمیان رہے اور بازار میں پھرے لیکن بہ باطن حق کے ساتھ مشغول اور صاحب اسرار ہو۔ خواجگان نقشبندیہ نے اس کی جانب ”خلوت در انجمن و سفر در وطن“ طے کی اصطلاح میں اشارہ کیا ہے۔ تیسری خواص میں خاص لوگوں کی خلوت یعنی سالک

طے گنجہ ایران کے ایک شہر کا نام ہے۔ ”گنجہ کے گنج نشین“ کنایہ ہے نظامی گنجوی سے جن کا شعر نقل کیا گیا ہے۔



کے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد کے کچھ نہ ہو۔

خلوت و عزلت اور چلہ کشی کے طریقے کا ذکر:

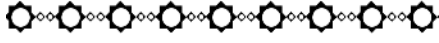
اپنے زمانے کا ایک نامور بادشاہ اور سردار، حضرت قدوة الکبریا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ چلے سے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ واقف کار نے گزارش کی کہ اگر اجازت ہو تو میں چند روز اعتکاف میں گزار دوں۔ آپ نے فرمایا، مردانہ چلہ یا زنانہ چلہ۔ سلطان نے عرض کی کہ اے میرے مرشد مردانہ اور زنانہ چلے کا فرق واضح فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ زنانہ چلہ یہ ہے کہ جس طرح عورتیں نفاس کے دنوں میں گوشہ نشین ہوتی ہیں وہ بھی گوشہ نشین ہو جائے۔ اس کا حاصل سوائے کم کھانے اور کم سونے کے کچھ نہیں ہے اور مردانہ چلہ یہ ہے کہ ظاہری طور پر خلق میں موجود اور بہ باطن دریائے حق میں مستغرق ہو۔ یہ استغراق اس درجہ کا ہو کہ کبھی حواس کا احساس ہو اور کبھی بالکل نہ ہو۔

کما قال المشايخ، اصل العزلة عزل الحواس عن التصرف في المحسوسات - یعنی جیسا کہ مشائخ نے فرمایا ہے، اصل گوشہ نشینی محسوسات کے تصرف سے حواس کو برطرف کرنا ہے۔
مردانہ اور زنانہ چلے کا ذکر:

از روئے اتفاق ایک محرم خادم کو جو حریم الہی کے محرم اور ناز کرنے والے مخدوم کے خادم تھے، ذاتی کام کے سبب اسفند یار بیگ کی خدمت میں دار الخلافہ روم جانا ہوا، چونکہ وہ حضرت کی درگاہ کے ملازم اور آپ کی بارگاہ کے خادم تھے، اسفند یار بیگ نے اُن کا استقبال کیا اور پوری تعظیم سے اپنی جائے قیام پر لے گیا اور صدر محفل میں بٹھایا۔ ایسا سبب ہوا کہ مشائخ کے چلے سے متعلق گفتگو نکل آئی۔ حضرت خادم نے دوران گفتگو کہا کہ مردانہ چلہ کرنا چاہیے۔ اسفند یار بیگ نے دریافت کیا کہ زنانہ اور مردانہ چلہ کیا ہوتا ہے؟ محرم نے حریم سلطنت سے عرض کیا کہ حضرت قدوة الکبریا سے سننے میں آیا ہے کہ مردانہ چلہ یہ ہے کہ جس مقام پر بھی ہو، اپنے مقصود سے ایک پل بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ زنانہ چلے کا ذکر ہو ہی چکا ہے۔ دوسرے مردانہ چلہ یہ ہے کہ مرد بہت زیادہ کھاتا ہے اور بہت زیادہ کام بھی کرتا ہے۔ اسفند یار بیگ نے کہا کہ اگر (کر کے) دکھائیں تو سرفراز فرمائیں گے۔ محرم خادم نے کہا کہ سراپردہ کھینچ کر ایک کبر، ایک من آٹا، آدھا من کرچ ۱/۲ اور اسی طرح کی دوسری چیزیں کھانا پکانے کی مہیا کریں۔ ہر روز یہ سامان ان کی خدمت میں بھیج دیا جاتا تھا۔ جناب محرم یہ تمام چیزیں کھا جاتے اور سانس تک نہ لیتے۔ پیشاب پاخانے کو بھی باہر نہ نکلتے۔ یہاں تک کہ چالیس روز پورے ہو گئے۔ جب (ضروری حاجت کے لیے) جنگل کی طرف نکلے تو دو میٹگنیاں زمین پر ڈالیں۔ یاروں نے وہ میٹگنیاں

۱۔ ”خلوت در انجمن و سفر در وطن“ لوگوں میں رہتے ہوئے خلوت میں رہنا اور اپنے باطن میں سفر کرنا۔

۲۔ کرچ۔ یہ لفظ کسی لغت میں نہیں ملا۔ شاید کرنب ہو جس کے معنی بند گوبھی کے ہیں یا برنج یعنی چاول ہو۔



اٹھا کر اصحاب کو دکھائیں ہتھوڑا اور گھن لاکر انہیں کوٹا لیکن وہ نہیں ٹوٹیں۔ قطعہ: ط

کمالِ خویش را آں چلّہ بند
کہ شصت و چل تو اند چلّہ کردن
زبے مردانِ چلّہ کش کا نچنانند
کہ زیشاں چلّہ دل زان چلّہ کردن

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ خلوت میں کھانا پینا مقررہ طریقے کے مطابق ہوتا ہے۔ درجہ بدرجہ غذا میں کمی کرے۔ ایک دم سے کمی نہ کرے۔ اگر ایک دم کمی کی جائے گی تو دل بے جان ہو جائے گا۔ ہندوستان کے اکثر لوگوں نے ریاضت و مجاہدے میں بدعت اختیار کر لی ہے۔ چنانچہ میں نے خود بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ ایک لونگ اور چمچہ سر کے پر گزارہ کرتے ہیں اور جسم کو کمزور کرتے ہیں۔ اس قسم کی ریاضت کا حاصل سوائے نامجوئی اور شہرت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس سے محفوظ رکھے۔ قطعہ:

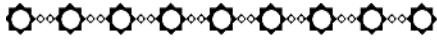
بہ بیند شاہد رعنائے خلوت
کسے کز فاقہ کردن فریبی یافت
کسے کور سر خلوت زمعہود
گزشتہ از غذا و فریبی یافت ط

ترجمہ: وہ شخص خلوت کا زبیا معشوق دیکھتا ہے جو فاقہ کرنے سے فریبی پاتا ہے۔ وہ شخص جو خلوت میں مقررہ غذا سے گزر کر فریب ہو گیا۔

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ اگر محض بھوکا رہنے سے تکمیل ہو جاتی تو لازمی طور پر تمام جوگی قطب الاقطاب ہوتے۔ اگرچہ بھوک کو بھی مجاہدے کا ایک اصول کہا گیا ہے لیکن جب تک ذکر و فکر کی دوسری چیزیں ممد و معاون نہ ہوں مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا اور جن لوگوں نے مدت تک بھوک پیاس جھیلی ہے اور کرامت خیال کرتے ہیں انھوں نے غلطی کی ہے بلکہ ان کی توانائی صرف خواہش نفسانی اور شہرت یابی پر صرف ہوئی، اسی قوت سے انھوں نے بھوک برداشت کی۔

ط یہ قطعہ صحیح طور پر نقل نہیں ہوا ہے۔ تیسرا مصرع بے وزن ہے۔ صحیح نقل نہ ہونے کی وجہ سے ترجمہ نہیں کیا گیا۔

ط مطبوعہ نسخے میں اس قطعے کا چوتھا مصرع اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ ”گزشتہ از خدا فریبی یافت“ پہلی بات تو یہ ہے کہ مصرع بے وزن ہے۔ دوسرے یہ کہ اس مصرعے کا ترجمہ ہوگا ”خدا سے گزر کر فریب ہو گیا“ یہ ترجمہ مہمل ہوگا اس لیے مترجم نے قیاسی تصحیح کی ہے اور چوتھا مصرع اس طرح بدل کر ترجمہ کیا ہے۔ ”گزشتہ از غذا و فریبی یافت“ احقر مترجم کا خیال ہے کہ پورا قطعہ صحیح طور پر نقل نہیں ہوا ہے اور اس میں سہو کتابت ہے کیونکہ اس قطعے کے بعد جو مضمون آ رہا ہے وہ اس قطعے کے مفہوم کے برعکس ہے۔



ایک مکار چلہ کش درویش کا قصہ:

اسی سلسلے میں فرماتے تھے کہ سیلون کے سفر کے دوران ہم شہر صفابان میں پہنچے۔ اس علاقے کا والی تمام تر توجہ کے ساتھ حاضر ہوا اور ملاقات کی۔ اس نے بیان کیا کہ ہمارے شہر میں ایک درویش ہے جو چالیس روز بعد افطار کرتا ہے۔ اس کے مریدوں اور معتقدوں کی ایک جماعت (افطار کے دن) اس کی زیارت کرتی ہے اور اپنے شیخ کی ستائش کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا چلہ پورا ہونے والا ہے یا دیر ہے۔ والی نے عرض کیا کہ کل باہر آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم شہر کے لوگوں کو اس کی زیارت کے لیے نہ جانے دو اور چھوٹے بڑے لوگ بھی اس کی زیارت کے لیے نہ جائیں۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ ریا کاری شیخ جس نے چالیس دن تک ریا کاری کی سجاوٹ اور خود نمائی کی شکل کو شہرت سے آراستہ اور غرور سے مزین قد پر ڈھالا تھا، سخت صدمے سے دوچار ہوا۔ اپنی کھوٹی پونجی اور فاسد مکاری کو کس خریدار کو دکھاتا اس کی چالیس روزہ قوت یہی خود نمائی اور شہرت تھی جو اسے حاصل نہ ہوئی ناچار اپنا اسباب آخرت کے سرائے کے لیے روانہ کیا (صدمے سے مر گیا)۔ گوشہ گزینی کی شرط یہ ہے کہ پہلے سلوک و معرفت، توحید، نفی و اثبات اور دل میں گزرنے والے وسوسوں اور بے جا خواہشوں کو دفع کرنے کا علم حاصل کرے، اس کے بعد خلوت میں بیٹھے، ورنہ نفسانی خیالات اور بے ہودہ شہوانی باتیں اسے ضلالت کی پستی میں ڈال دیں گی۔ والعزالت مقارنۃ الشیطان یعنی گوشہ نشینی شیطان کے قریب ہونا ہے۔ اس کیفیت کا شخص ایسا ہوتا ہے۔ شعر

خیالاتِ نادان خلوتِ نشان ط

بہم برکند عاقبت کفر و دیں

ترجمہ: نادان خلوت نشیں کے بے ہودہ خیالات آخر کار کفر و دین کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبر فرماتے تھے کہ اگر مبتدی خلوت میں بیٹھے تو پیر کی قیام گاہ سے دور گوشہ عبادت نہ بنائے تاکہ خلوت کے دوران جو واقعہ اور مشاہدہ آئے پیر سے عرض کر سکے اور اس کی ہدایت کے مطابق منازل سلوک طے کر سکے۔ اگر مرید منتہی ہے تو اسے خلوت کی ضرورت ہی نہیں ہے وہ جس مقام پر ہے خلوت ہی میں ہے۔ قطعہ:

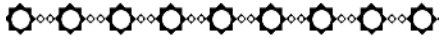
کسے کز خویشتن بگرفت عزلت

بہر دو عالمش خلوت مہیاست

زہے آں مرشدِ دانائے اسرار

کہ وے را ایں چنین خلوت بیا راست

ط شعر گوئی کے قاعدے کے مطابق نشان کے بجائے ”نشیں“ ہونا چاہیے کیوں کہ دوسرے مصرعے میں ”دیں“ کا قافیہ ہے اس لیے پہلے مصرعے میں ”نشیں“ قافیہ ہونا چاہیے۔



ترجمہ: جس سالک نے اپنی ہستی سے دوری اختیار کی اسے دونوں عالموں میں (ہر جگہ) خلوت میسر ہے۔ مرحبا وہ واقفِ راز مرشد (عظیم ہے جس نے) مرید سالک کے لیے ایسی خلوت کو آراستہ کیا۔
حضرت قدوۃ الکبریا فرماتے تھے کہ طالبِ صادق جو خلوت میں بیٹھتا ہے اس کے لیے اس راہ کی دس شرطیں ہیں بقدرِ ضرورت شریعت کا علم ہونا۔ توحید و معرفت کا علم ہونا۔ جو علم سیکھا ہے اس کے مطابق عمل کرنا۔ اپنے اختیار سے مشکلات اور سختیوں کو برداشت کرنا نہ ضرورتاً اور مجبوراً تحمل کرنا۔ اپنے آپ کو سب سے کمتر جاننا تاکہ غرور میں مبتلا نہ ہو اعمال میں فتور اور تفرقہ پیدا نہ کرنا۔ اپنی ذات میں طاعت و عبادت کے غرور کو راہ نہ دینا۔ جو کچھ غیب سے عطا ہو اسے جمع نہ کرنا۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ سے دوری پیدا کرتی ہیں ان سے کامل طور پر لاتعلق ہو جانا اور (اپنے اس فیصلے کو) سرمایہٴ سعادت اور نفع رساں جاننا۔

حضرت قدوۃ الکبریا فرماتے تھے کہ اگر طالب کی کوئی دنیاوی مراد یا جان سے لپٹنے والا مقصود حاصل نہ ہو تو اسے اصل دولت اور سعادت خیال کرے اور حق تعالیٰ کا شکر ادا کرے کیوں کہ حق تعالیٰ اپنے دوستوں کو دنیا سے باز رکھتا ہے۔
قیامت کے دن مولا اور بندے کے درمیان معاملے کا ایک عجیب نکتہ:

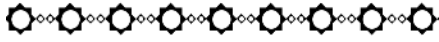
اسی سلسلے میں فرمایا کہ کل قیامت کے دن حساب گاہ میں بندہ اپنے نامہٴ اعمال پر نظر ڈالے گا اور اس میں بعض ایسی عبادتوں کا ثواب دیکھے گا جو اس نے دنیا میں ہرگز نہیں کی تھیں وہ حیران ہوگا اور بارگاہِ الہی میں عرض کرے گا کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ عبادتیں نہیں کی تھیں۔ جو اب آئے گا کہ تو نے دنیا میں مجھ سے فلاں مراد مانگی تھی جو میں نے پوری نہیں کی۔ اب اس نارسیدہ مراد کے بدلے میں نے یہ ثواب عطا کیا ہے۔ بندہ عرض کرے گا اگر آپ کا ایسا لطف و کرم ہے تو دنیا میں میری کوئی مراد پوری نہ کی ہوتی تاکہ مجھے اس کا بدلہ یہاں ملتا۔ قطعہ:

مرادِ دل کہ زمطلوب کم شود حاصل
بگوشِ ہوش شنو کاں بروں ز حکمت نیست
طیب ہر چہ بہ بیمار خوردنی بد ہد
مگر ز طبع سقیمی کہ آں مروت نیست

ترجمہ: وہ مراد دلی جو محبوب سے حاصل نہیں ہوتی تو یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ روش بھی حکمت سے باہر نہیں ہے۔

طیب بیمار کو جو کچھ بھی کھانے کے لیے دیتا ہے بیمار کی طبیعت کے مطابق ہے۔ مروت نہیں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریا فرماتے تھے کہ خلوت نشین خلوت سے باہر نہ نکلے، لیکن انسانی قضائے حاجت کے لیے جیسے پیشاب پاخانہ ہے باہر آسکتا ہے۔ (اس کے علاوہ) وضو کرنے، نماز باجماعت ادا کرنے اور نماز جمعہ کے لیے باہر نکل سکتا ہے۔ نماز باجماعت ہرگز ترک نہ کرے، اگر ممکن نہ ہو تو کسی شخص کو حجرے کے اندر بلا لے اور جماعت کرے جاہلوں کا گروہ جو جمعہ



وجامعت اور پانچ نمازوں کے لیے باہر نہیں آتے غلط کرتے ہیں۔

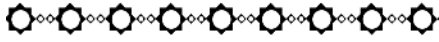
چلے کے دنوں کے تعین اور ان کی ادائیگی کا بیان:

چلے کے دنوں کے تعین اور انصرام کا ذکر آگیا (اس پر) حضرت قدوة الکبریٰ نے فرمایا کہ (بزرگوں نے) چلے کے ایام کے تعین کے باب میں سنت نبوی اور حدیث مصطفویٰ کو سند بنایا ہے۔ انھوں نے آیات، آثار، احادیث اور دوسری روایات کی بھی پیروی کی ہے۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا، جس نے خالص اللہ کے لیے چالیس دن خلوت میں گزارے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے حکمت کے چشمے پیدا فرماتا ہے جو اس کی زبان سے جاری ہوتے ہیں۔ نیز رسول علیہ السلام نے فرمایا، بندہ چلہ نہیں کھینچتا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے یہ اس کے طبقے کے لیے ہے اور عوارف میں ہے، تحقیق جب داؤد علیہ السلام خطا میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خاص کر دیا ان کو، اس حال میں کہ وہ سجدہ کنندہ رہیں چالیس دن اور رات یہاں تک کہ ان پر بخشش نازل ہوئی عظیم رب سے۔

اسی سلسلے میں فرمایا کہ ان ایام میں جب حضرت داؤد علیہ السلام سجدہ گزاری میں مشغول تھے سجدے سے سر نہیں اٹھاتے تھے۔ صرف مفروضہ نماز کے وقت سر اٹھاتے تھے۔ ان کی آنکھوں سے اس قدر آنسو جاری ہوئے کہ (زمین سے) انگور اُگ آئے۔ اس مدت میں حضرت داؤد علیہ السلام نے کھانے پینے سے ہرگز سروکار نہ رکھا۔ بنائش کے قصے میں بیان کیا گیا ہے کہ انھیں رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے، اے بنائش باہر آؤ۔ وہ گریہ اور تضرع کرتے ہوئے باہر نکلے پھر چالیس دن تک مشغول بخت رہے۔ اس کے بعد آسمان کی جانب سر اٹھایا اور عرض کیا کہ اے محمد اور آدم و حوا (علیہم السلام) کے رب اگر تو نے (مجھے) بخش دیا ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وحی کے ذریعے خبر کر، وگرنہ آسمان سے آگ برسا کہ میں اس آگ میں خود کو جلا ڈالوں اور عذاب دوزخ سے رہائی پاؤں۔ ناگاہ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان کی مغفرت کی خوش خبری سنائی۔ وقد خص الله تعالى اربعين يوماً بالذکر، فی قصة موسى ترک الطعام بالنهار واکله باللیل یطوی اربعین من غیر اکل یعنی اللہ تعالیٰ نے چالیس روز ذکر کے ساتھ مخصوص فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ آپ نے دن کا کھانا ترک کیا صرف رات کو کھاتے تھے اور چالیس دن بغیر کھائے روزے پر روزہ رکھا۔ اس طرح کی باتیں آثار و اخبار میں کثرت سے بیان کی گئی ہیں جن سے چلے اور اس کے دنوں کا تعین معلوم ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ نے چالیس دن میں ایک فضل اور برکت رکھی ہے اسی سبب سے صحابہ، تابعین، کامل مشائخ، متقدمین اور متاخرین نے (خلوت کے لیے) اسے اصل قرار دیا ہے۔

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ اعتکاف جس ماہ میں میسر ہو سکے بہتر ہے لیکن جن بزرگوں نے پہلے گزرے ہوئے نبیوں کی متابعت میں ان کی پیروی کی ہے اور اعتکاف میں بیٹھے ہیں وہ چار طرح کے ہیں۔

۱۔ احقر مترجم نے یہاں طویل عربی عبارت کو نقل کرنے کے بجائے اردو ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔



اول جمادی الآخر کی اکیسویں شب سے پورے ماہ رجب تک۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی متابعت میں ہوتا ہے دوسرا ماہ شعبان کی اکیسویں شب سے شبِ عید تک۔ یہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس میں علما کا اختلاف ہے۔ بعض علما تو وہی رمضان کے آخری عشرے کو مسنون کہتے ہیں اور دوسرا اگر وہ پورے رمضان اعتکاف کرنے پر مصر ہے۔ تیسرا ذی قعدہ کی بیسویں رات سے عید قربان کی شب تک جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی متابعت میں ہوتا ہے اور چوتھا ذی الحجہ کی پندرہویں شب سے ماہِ محرم کی پانچویں رات تک جو حضرت یونس علیہ السلام کی پیروی میں ہوتا ہے۔

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ اعتکاف کرنے والے کو سوائے سات حالتوں کے باہر نہیں نکلنا چاہیے یعنی وضو، انسانی قضائے حاجت، غسل جنابت یا کسی طرح غسل، نماز جمعہ، اعتکاف کی جگہ تباہ ہو جائے یا بادشاہ کی مہمات کے لیے جائے بشرطیکہ کہ دوسرا شخص مہم کا انتظام نہ کر سکتا ہو اگر دوسرا شخص کر سکتا ہے تو بادشاہ کی مہم کے لیے بھی باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ معتکف کے لیے جایز ہے کہ وہ مسجد کے گوشے میں کھائے پئے اور قیام کرے۔ اس کے سوا دوسرے شخص کو جایز نہیں ہے۔ ان مذکورہ سات حالتوں کے سوا اگر معتکف باہر نکلے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ یہی حکم مریض کی عیادت کے لیے ہے لیکن غیر نذر معتکف کو جس نے نفلی اعتکاف کیا ہے، مریض کی عیادت اور جنازے کے ساتھ جانے کی اجازت ہے۔ طاعت اعتکاف دو طرح کا ہوتا ہے ایک واجب اور دوسرا نفل۔ واجب وہ ہے کہ اپنے نفس پر واجب کر لیا جائے اور یہ جایز نہیں ہے مگر روزے کے ساتھ۔ اور (کسی مسجد میں) جائز نہیں ہے مگر اس مسجد میں جس میں جماعت کے لیے امام اور موزن رکھا گیا ہے۔ جب پیشاب پاخانے کے لیے باہر نکلے تو فراغت کے بعد ٹھہرنے کا تکلف نہ کرے۔ اگر اعتکاف کی نذر کے وقت شرط کر لی ہے کہ مریض کی عیادت، نماز جنازہ اور علما کی مجلس میں حاضر ہونے کے لیے باہر نکلوں گا تو کچھ حرج نہیں ورنہ ایک ساعت کے لیے بھی باہر نکلا تو اعتکاف باطل ہو جائے گا۔

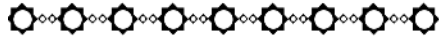
شرائطِ اعتکاف:

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ جب طالب صادق اور پختہ سالک خلوت میں جانے کا ارادہ کرے تو پہلے کامل غسل کرے اور صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد خلوت کی طرف متوجہ ہو۔ جب دروازے پر پہنچے تو (یہ دعا) پڑھے۔

رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ
مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا
نَّصِيْرًا۔ ط

(ترجمہ) اے میرے رب تو مجھے (جہاں بھی داخل فرمائے) پسندیدہ طریقے سے داخل فرما اور مجھے (جہاں سے بھی باہر لائے) پسندیدہ طریقے سے باہر لا اور مجھے اپنی طرف سے وہ غلبہ عطا فرما جو (میرے لیے) مددگار ہو۔

ط یہاں سے آخر پیرے تک تمام مطالب عربی عبارت میں ہیں۔ احقر مترجم نے طویل عربی عبارت نقل کرنے کے بجائے اردو ترجمہ کیا ہے۔



جب مصلے پر کھڑا ہو تو پہلے دایاں پاؤں مصلے پر رکھے اور کہے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ
یعنی اے خدا میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، پھر آفتاب طلوع ہونے کے بعد دو
رکعت نماز عجز و انکسار اور صدق و اخلاص کے ساتھ ادا کرے اور اسی حالت میں، جس صورت میں تشہد میں بیٹھتے ہیں، بیٹھے،
پھر فرض اور سنت سے فارغ ہونے کے بعد اس ذکر میں مشغول ہو جائے جو اس کے مناسب حال اس کے شیخ نے تلقین کیا
ہے۔ تمام مشائخ نے اذکار میں سے لا الہ الا اللہ کا ذکر اختیار کیا ہے۔ اگرچہ مشائخ چشت نے ذکر خفی کیا ہے لیکن اس
فقیر کو جس کا نام اشرف ہے، حضرت مخدوم جہانیاں نے بلند آواز سے ذکر کرنے کی اجازت دی ہے اور اس نے اپنے
اصحاب کو یہی تلقین کیا ہے۔ اشعار:

عارفانہ چو ذاکری آگاہ
خوش بگو لا الہ الا اللہ

ترجمہ:- جب تو عارفانہ طور پر ذکر سے واقف ہے تو خوشی کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا ذکر کر۔

گر تو خواہی شہودِ یزدانی
از زباں لا الہ در خوانی

اگر تو اللہ تعالیٰ کے شہود کا طالب ہے تو زبان سے لا الہ کا ذکر کر۔

زانکہ آئینہ دل پر زنگ
صیقلش لالہ گیر بسنگ

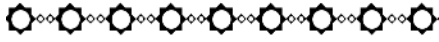
دل کا آئینہ جو زنگ آلود ہو گیا ہے، اسے لالہ کے پتھر سے صیقل کر

آہن و سنگ چوں بہم بزنی
شرِ نورِ او بروں فگنی

جب لوہے کو پتھر سے رگڑے گا تو اس کے نور کی چنگاری باہر ظاہر ہوگی۔

نفی و اثبات کے علاوہ دیگر اذکار کا طریقہ سابق لطیفے میں بیان کیا جا چکا ہے۔

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ کھانے سے متعلق مشائخ کا عمل مختلف ہے۔ سب سے کم (غذا) یہ ہے کہ روٹی اور
نمک پر قناعت کریں۔ رات میں ایک رطل کھانا کھائے۔ اگر مناسب ہو تو آخر عشا کے بعد اول شب میں آدھا کھانا کھائے
اور آدھا کھانا آخر شب میں کھائے۔ یہ صورت معدے کے لیے آسانی پیدا کرتی ہے اور کھانا ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔
اس سے رات کی نماز، تلاوت اور اذکار (بغیر گرانی کے) جاری رہتے ہیں۔ اگر طالب کے لیے سالن ترک کرنا ممکن نہ ہو تو
اپنی حالت کے مناسب مقدار میں کھائے۔



غذا میں کمی کرنا اور طے کا روزہ رکھنا:

اگر افطار پھل سے کرے بہتر ہے۔ ابتدا تھوڑے تھوڑے کھانے سے کرے تاکہ طالب کی قوت زایل نہ ہو۔ جب ہمت بلند ہو جائے تو مسلسل روزے کی کوشش کرے۔ چند روزے طے کے رکھے اور وہ بھی اس طرح کہ جسمانی قوت اس طے کو برداشت کرے۔ ہرگز ہرگز ایسے طے نہ کرے کہ مقصد حاصل ہی نہ ہو، اور جسمانی ضعف غالب آجائے۔ ایسے عمل کی ممانعت کی گئی ہے۔

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ مشائخ میں طے کے بارے اختلاف ہے۔ ایک گروہ نے تین دن کا دوسرے نے سات دن کا تیسرے گروہ نے آدھے مہینے کا روزہ رکھا ہے۔ یہ (مدّت) ترتیب سے میسر ہوتی ہے ورنہ ایک دم (مدّت کا اضافہ) مشکل ہے۔ بزرگوں نے اس کام کا دار و مدار چار چیزوں پر رکھا ہے۔ بھوک۔ بیداری۔ خلوت اور فکر۔

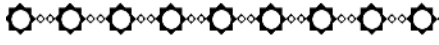
حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ خلوت میں غذا کو کم کرنے سے متعلق مشائخ کے مختلف احوال اور اقوال بیان کیے گئے ہیں۔ فقیر کے نزدیک قلتِ طعام اسی قدر مناسب ہے کہ انسانی ضعف پیدا نہ ہو اور جسم پر شدید اثر نہ ہو، لہذا خلوت میں اتنی غذا مناسب ہے جو معمول کے مطابق ہو۔ تھوڑا تھوڑا ضرور کھاتا رہے خواہ کئی مرتبہ کھانا پڑے۔ صوفی کے لیے شوربا دال مناسب ہے۔ فائدہ بخش ہے۔ انتہا بہ نسبت مبتدی اور متوسط کی بیان کی جاتی ہے لیکن انتہی بیماری کے بعد صحت یاب ہو کر آثار و انوار اور حال و مقام کی صفت پر متمکن ہوتا ہے۔ اسی سلسلے میں حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی فرماتے تھے اور بار بار فرماتے تھے کہ مجھے آخر حال میں کھانے اور پینے کے جو فائدے حاصل ہوئے، ایسی روحانی خوشی اور حقیقت ابتدائے سلوک میں میسر نہیں ہوئی۔ میں نے ریاضتوں کی سختیاں یا مجاہدے میں زیادتی جیسے کھانے پینے میں کمی کرنا (وغیرہ) کبھی روا نہیں رکھی لیکن ہر بد نفس شخص کو یہ باتیں دستور نہیں بنانا چاہیے۔

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے تھے کہ خلوت میں صحبت کی تفصیلات میں مشائخ میں اختلاف ہے ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ (شیخ) کی صحبت کے بغیر خلوت و عزلت بے کار ہے۔ حضرت سلطان المشائخ (قدس سرہ) فرماتے تھے کہ نیک لوگوں اور عارفوں کی صحبت میں بے حد منافع ہیں لیکن یہ صحبت کہاں میسر ہے۔ رباعی:

کو سوختہ کہ سازش محرم خویش
بادل شدہ کہ یا بمش ہمد خویش
بس ہر دو کبچ بخلو تے بنشستہ (اند) ط
من ماتم خود دارم و او ماتم خویش

ترجمہ: وہ سوختہ (جاں) کہاں ہے جسے میں اپنا محرم بناؤں۔ ایسا دل گم کردہ کہاں جسے اپنا ہمد پاؤں۔ بس دونوں اپنے اپنے

ط قلابین میں "اند" کا قیاسی اضافہ احقر مترجم کا ہے۔ اس طرح وزن بھی پورا ہو جاتا ہے اور مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے۔



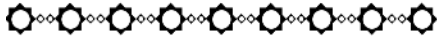
گوشہ خلوت میں بیٹھے ہیں۔ میں اپنے ماتم میں مصروف ہوں اور وہ اپنے ماتم میں مصروف ہے۔
 اصحاب سلوک جو ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں اس لیے کرتے ہیں کہ کسی واصل بہ حق کی صحبت کے لائق اور کسی شیخ
 کامل کی خدمت میں رہنے کے قابل ہو جائیں کیونکہ کسی واصل بہ حق کی ایک دن کی صحبت سو سال کے مجاہدے سے بہتر
 ہے۔ کما قال علیہ السلام ان الصلوة والصیام یقضی وصحبة الصالحین والعارفین لایقضی یعنی رسول علیہ
 السلام نے فرمایا بے شک نماز اور روزے کی قضا ہو سکتی ہے (لیکن) صالحین اور عارفین کی صحبت (فوت ہونے) کی قضا نہیں
 ہوتی۔ قطعہ:

اگر فوت از نماز و روزہ باشد
 تو اس کردن قضائش باز از سر
 ولے گر فوت گردد صحبت دوست
 قضا یش کرد نتو اس بار دیگر

ترجمہ: اگر نماز یا روزہ (کسی وجہ سے) ادا نہ ہو سکے تو دوسرے وقت اس کی قضا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر دوست کی صحبت
 فوت ہو جائے تو اس کی تلافی ناممکن ہے۔

منقول ہے کہ مومن سے بھلائی اور برائی دونوں واقع ہوتے ہیں اور کافر سے ہمیشہ برائی سرزد ہوتی ہے اور بھلائی کم
 ہی واقع ہوتی ہے۔ اس کا سبب بھی صحبت ہی ہے کہ آدم علیہ السلام کے صلب (کمر کی ہڈی) میں دونوں مصاحبت رکھتے
 تھے، والصحبت تو اثر یعنی ”صحبت میں اثر ہوتا ہے۔“ کے قول سے بزرگوں نے اسی جانب اشارہ کیا ہے۔ اسی سلسلے میں
 فرمایا کہ حضرت مالک بن دینار اور ایک دہریے کے درمیان دین کی فضیلت پر بحث چھڑ گئی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے
 موقف پر دلائل اور اقوال پیش کیے، آخر فیصلہ اس پر قرار پایا کہ دونوں آگ میں کودیں جس کا موقف سچا ہوگا وہ آگ
 سے سلامت رہے گا۔ چنانچہ دونوں آگ میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے۔ دونوں دینار کے سرخ سونے کی مانند کسوٹی پر
 پورے اترے (دونوں آگ سے سلامت رہے) لوگ اس واقعے پر حیران ہوئے۔ غیب سے آواز آئی۔ اے مالک
 اگرچہ یہ دہریہ دین کا دشمن ہے اور اپنے دعوے میں جھوٹا ہے لیکن تمہاری مصاحبت کی وجہ سے ہم نے اسے بھی آگ سے
 سلامتی کے ساتھ نکالا۔ قطعہ:

مسلمانے اگر ماند بکافر
 مصاحب مالک دینار باشد
 اگر در آتش عصیاں نشیند
 ز صحبت بہرہ بر دینار باشد



ترجمہ: اگر کوئی مسلمان کسی کافر کے ساتھ رہے تو وہ کافر مالک دینار کے مصاحب کے مانند ہوگا
اگر وہ کافر گناہ کی آگ میں بیٹھ جائے تو مالک دینار کی صحبت سے بہرہ ور ہوگا۔

منقول ہے کہ عرشِ عظیم پر یہ دو کلمے تحریر شدہ ہیں، جن سے فرشتے بھی بے خبر ہیں۔ وہ دو کلمے یہ ہیں کہ اگر بندہ سب سے پہلی اور سب سے آخری طاعت ادا کرتا ہے لیکن اہل فسق سے صحبت رکھتا ہے تو ہم اس کی تمام طاعت اور نیکیاں ناپید کر دیں گے۔ حیث قال علیہ السلام اتقوا من مواضع التہم یعنی رسول علیہ السلام نے ایک مقام پر فرمایا کہ کہ تہمت لگنے کے موقعوں سے بچو۔ یہاں تہمت کے موقعوں سے مراد ہم نشینی ہی ہے صحبۃ الضد اشد من العذاب یعنی صحبتِ ضد عذاب سے سخت تر ہے۔ اگر بندہ ساری زندگی گناہ کرے لیکن جب وہ صالحین کی صحبت اختیار کر لے تو اس کی تمام برائیاں نیکیاں ہو جاتی ہیں۔ الْحَسَنَاتِ يُدْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۱ (ترجمہ: نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو)۔ اسی حقیقت کا بھید ہے۔

تجربہ و تفرید کا بیان:

تجربہ و تفرید سے متعلق ذکر ہوا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ تجربہ خود سے ہوتی ہے اور تفرید اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے سے ہوتی ہے۔ ۲۔ خلق سے لعلق ہو جانا تا کہ مشاہدہ حق کا فائدہ حاصل ہو جائے یہ عام لوگوں کا رتبہ ہے اور اپنی ذات اور ماسوی اللہ سے لعلق ہو جانا مردوں کی نشانی ہے رباعی:

در حضرت دوست ترکِ خود گوے برو
زالانش ہر دوکون دل شوے برو
ایں ہر دو چویک بار ترا حاصل شد
ہر جا کہ روی اوست بآں سوے برو

ترجمہ: دوست کی بارگاہ میں خود کو ترک کرنے کی گیند اچک کر لے جا۔ دونوں جہاں کی آلائش سے دل کو پاک کر کے چل، جب ایک بار یہ دونوں (نعمتیں) تجھے حاصل ہو جائیں تو جہاں بھی تو جائے گا وہیں دوست ہوگا اور اسی کی طرف جائے گا۔

۱۔ پارہ ۱۲۔ سورہ ہود، آیت ۱۱۲

۲۔ لطیفہ ۷ جو تصوف کی اصطلاحات پر مشتمل ہے اس میں تجربہ و تفرید کے یہ معانی بیان فرمائے ہیں۔

التجربہ۔ سالک کے قلب کا ماسوی اللہ سے خالی ہونا۔ غیر مخلوق کو دل سے پھینک دینا ہے۔

التفرید۔ بندے کا ٹھہرنا حق کے ساتھ اور حق کا بندے کے ساتھ۔

ملاحظہ فرمائیں لطائف اشرفی (اردو ترجمہ) کرچی طبع اول جلد اول ۱۹۹۹ء صص ۱۳۱-۱۳۵۔ یہاں لطیفہ ۷۳ میں غالباً سہو کتابت کے باعث معنی و مطلب برعکس ہو گئے۔ صحیح مفہوم لطیفہ ۷ میں درج ہوا ہے۔



تجرید عاشقوں کا روز بازار ہے اور تفرید ذات سے سروکار ہے۔ مجرد کا صدق جہانوں سے متعلق ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو شے حقیقت ”کن“ کے تحت ہے (یعنی مخلوق ہے) اس سے بری ہو جائے اور تفرید یہ ہے کہ جو کچھ دونوں جہانوں میں حق تعالیٰ کے سوا ہے اسے دل سے نکال دے۔ تجرید خلق اور ملک سے ظاہری طور پر علاحدگی ہے اور تفرید باطنی طور پر ملک و ملکوت سے رہائی ہے۔ رباعی: ط

چواں خود واز دو عالم دست شوئی
 نشینی بر سرِ خوان ہم اوئی
 چو زینساں میزبانی خوردہ باشی
 ز وے امروز و فردا بردہ باشی

ترجمہ: جب تو نے اپنے آپ اور دونوں عالم سے ہاتھ دھولے اور یک جانی کے دسترخوان پر بیٹھ گیا، اگر اس طرح تو میزبان کی مصاحبت میں رہا تو تو نے آج اور کل کا قصہ ہی ختم کر دیا۔
 تجرید اور تفرید سے متعلق باقی باتیں اصطلاحات کے لطیفے میں بیان کی جا چکی ہیں۔